مجلس علماء اہلحدیث گوجرانوالہ کے ماہانہ اجلاس میں پڑھا گیا

تحریکِ امام محمد بن عبدالوہابؒ اور اُسکا پیغام

اور اہلِ ضلال کی ریشہ دوانیاں

تحریر:۔ بشیر انصاری ایم اے

بارھویں صدی ہجری میں جزیرہ نمائے عرب میں عموماً، نجد و حجاز میں خصوصاً مذہبی، دینی اور اعتقادی طور پر ایسی صورتِ حال پیدا ہو چکی تھی کہ اس وقت کے سادہ لوح عوام خانقاہی نظام کے کاروباری اجارہ داروں کی گمراہ کن تلبیسات کی مٹھی میں چلے گئے تھے، چنانچہ خانقاہی شاطروں نے بھولے بھالے عوام کو خدا کی بارگاہ کے بجائے خانقاہی سومناتوں کے درباروں میں لاکھڑا کیا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر عہدِ جاہلیت یعنی بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جب بیت اللہ میں مختلف بزرگوں اور اولیاء کی شکلوں میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ عرب بت پرستی میں جدت ندرت اور تنوع پسند تھے۔ سال کے ۳۶۰ دنوں کے لیے ۳۶۰ مصنوعی خدا بنا رکھے تھے۔ ہر روز کے لیے ایک تازہ خدا ان کی مشکل کشائی کرتا۔ پھر وہ ۳۵۹ دن آرام کرتا پھر کہیں جا کر ایک دن کی مشکل کشائی کے قابل ہوتا۔ بتوں کی الگ الگ قسمیں تھیں۔ بچے دینے والا، امن دینے والا، تجارت کے فیضان والا، سفر و حضر والا وغیرہ وغیرہ۔ عرب کی تاریخ میں بتوں کی بے شمار حکایات اور لطائف درج ہیں۔ رمضان شریف ۸ھ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دس ہزار قدسی صفات نفوس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فتح مکہ کے روز بیت اللہ کو بتوں کی غلاظتوں، نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف کیا۔ پھر وادی ام القریٰ کے آس پاس کے بتکدوں کو پاش پاش کیا۔ اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مساعی مبارک اور قرآنِ پاک کی تعلیمات کی بدولت مسلمانوں کو اس قدر پختہ عقیدۂ توحید دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید کے سامنے کسی مشرک اور بت پرست کا چراغ نہ جل سکا۔

عظمتِ توحید کی پاسبانی کی مثالیں:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بت شکنی اور توحید کے اعتقاد میں اس قدر پختہ تھے کہ حجر اسود کو طواف میں بوسہ دیتے ہوئے مخاطب

ہوئے، اسے حجر! میں جانتا ہوں تو محض پتھر ہے۔ نفع و نقصان تیرے قبضۂ واختیار میں نہیں۔ میں تجھے صرف اس لیے چومتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے دیکھا ہے۔

شجرۂ رضوان کاٹ دیا:- وہ درخت (شجرۂ رضوان) جس کے نیچے صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت رضوان لی تھی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب نومسلم لوگوں نے اسے مقدس سمجھ کر زیارت شروع کر دی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رگِ توحید پھڑپھڑکی اور مستقبل میں بت پرستی کے خدشات اور اندیشوں کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے اس درخت کو جڑ سے اکھڑوا دیا تاکہ زیارت و تقدس کا کوئی بہانہ مسلمانوں کو شرک پر آمادہ نہ کر سکے۔

خالد مجاہد ہے کارساز نہیں:- اسی طرح جب انہیں معلوم ہوا کہ لوگ جنگوں میں فتح یابی کو حضرت خالد بن ولید کے زورِ بازو اور تدبر پر محمول کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فوراً حضرت خالد بن ولید کو سپہ سالار کے منصب سے معزول کر دیا تاکہ لوگ فتح و نصرت کو تائیدِ ایزدی سمجھیں۔

عہد جاہلیت کے اوہام کی تجدید:- بارھویں صدی ہجری میں جزیرہ نمائے عرب کے مسلمانوں کی ذہنی طور پر دینی بندھنیں ڈھیلی پڑ گئیں۔ اعتقاد کے ضعف نے ان میں توہم اور شرکیہ رسوم پیدا کر دیں۔ ضعف اعتقاد کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ بستی بستی، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، شہر شہر اسلام اور توحید کے نام پر بتکدے بن گئے۔ قبریں شرک کی آماجگاہ اور بدعات کا منبع و سرچشمہ اور قاضی الحاجات ٹھہرائی گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے استمداد اور اولیاء کی قبروں کا طواف ان کا نام نہاد دینی مشغلہ بن گیا۔ مختلف درختوں، جھاڑیوں اور ٹیلوں کو جہاں جہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین گزرے تھے، نہ صرف مقدس گردانا گیا۔ بلکہ انہیں مشکل کشا اور حاجت روا قرار دیا گیا۔ پورے شد و مد سے ان کی نذر و نیاز کے سوانگ رچائے گئے۔ مختلف قبروں پر جانوروں کی قربانی اس وقت کے مسلمانوں کے یہاں مشروع تھی۔ اس وقت کے علماء نے بھی گریز و فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے قبر پرست مسلمانوں سے مزاحمت اور الجھاؤ سے دامن بچائے رکھا۔ حالات کی سنگینی اور مختلف عوامل و ظروف نے جو فتنے جنم دے ڈالے تھے وہ اس قدر خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے کہ توحید کا نام لینا اور شرک کی مذمت کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے والی بات تھی۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب:- ایسے تیرہ و تار ماحول اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اللہ تعالیٰ نے درعیہ کی بستی میں محمد بن عبدالوہاب کو پیدا فرمایا۔ راقم الحروف کو وہ بستی دیکھنے کا موقع ملا ہے حقیقت یہ ہے کہ شیخ الاسلام کی مساعی جمیلہ کے ظاہری اور باطنی نقوش ابھی خورشید تاباں کی طرح

درخشاں دکھائی دیتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے زمانہ کے مروجہ علوم حاصل کر لیے تو اللہ تعالے نے توحید و سنت میں ان کو وہ ولولۂ تازہ، جذبۂ صادقہ اور حزم و یقین عطاء فرمایا کہ وہ جزیرہ نمائے عرب میں خالص دینی انقلاب کے لیے کمربستہ ہو گئے۔ بت پرستوں اور سیاسی شاطروں اور خانقاہی پڑوہتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر توحید و سنت کا علم بلند کیا اور خلق خدا کے ذہنوں میں عقیدۂ توحید کو جاگزیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس دینی و انقلابی تحریک کا آغاز توحید و سنت کے پیغام سے کیا۔ بستی بستی، قریہ قریہ، شہر شہر گھوم کر لوگوں کو خالص توحید و سنت کی دعوت دی۔ شرک کی قباحتوں، قبر پرستی کی کراہتوں اور توحید سے فرار کی کوتاہیوں کے ہر نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔ اور مسلمانوں پر یہ بات واضح کر دی کہ اگر تم شرک و قبر پرستی کی دلدل میں یونہی پھنسے رہے تو صفحۂ ہستی سے تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور خدا کے ہاں اس کی جو باز پرس ہو گی وہ اسکے سوا ہو گی اور حوصلہ شکن ہو گی۔ اگر تم توحید کے والا و شیدا ہو گئے اور توحید و سنت کے علمبردار بن کر اللہ تعالی کی مخلوق کو عقیدہ و عمل کی اہمیت بتا کر ان کی اصلاح کی گئی۔ تو دین و دنیا میں تمہیں سرخروئی اور سرفرازی ملے گی۔ شیخ الاسلام کے لیے جب حریملا اور عینیہ کے حالات سازگار نہ رہے تو آپ نے ہجرت کر کے درعیہ کو اپنا مرکز بنا لیا۔

امیر محمد بن سعود :۔ درعیہ کے امیر محمد بن سعود نے شیخ الاسلام سے متاثر ہو کر نہ صرف ان کا خیر مقدم کیا بلکہ توحید کو پھیلانے اور شرک کو مٹانے میں زندگی بھر ان سے رفاقت نبھانے کا عہد کیا۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اپنی چشم بصیرت سے مستقبل میں اس ممتاز دینی خاندان کو جزیرہ نمائے عرب کا حکمران دیکھتا ہوں۔ چنانچہ شیخ اور آل سعود کے باہمی اشتراک و تعاون سے جزیرہ نمائے عرب میں مراکز شرک اور قبر پرستی کے بڑے بڑے مصادر قلیل عرصہ میں زمین بوس کر دیئے گئے۔ اور اللہ تعالے کی رحمت بے پایاں سے جزیرہ نمائے عرب شرک و بدعت اور مشرکانہ رسومات اور شرک خیز خانقاہیت سے اس کو پاک کر دیا۔ اسی خدمت توحید اشاعت سنت اور خدمت حرمین کا یہ صلہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس سعودی خاندان کو حرمین شریفین بلکہ عالم اسلام کی خدمت اور اشاعتِ اسلام کے لیے بے پناہ مواقع مہیا فرمائے۔

ولی اللّٰہی سلسلۂ رشد و ہدایت :۔ اسی زمانے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل حدیث کے ساتھ ساتھ فکر شیخ الاسلام سے مسلح ہو کر برصغیر کے بغداد، دہلی میں توحید و سنت کی اشاعت و تبلیغ کی مہم کا آغاز فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زبان و قلم نے

ہندوستان میں توحید و سنت کو فروغ بخشنے میں عالمی طور پر ایک مثالی کردار ادا کیا ۔ ولی اللہی خاندان کے جمیع افراد نے اپنے اوقات میں توحید کے مبلغ، سنت کے شیدائی ۔ اور شرک و بدعت کے انسداد کے فدائی خدمت گار بن کر زندگی کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ تجدید کار کے لیے وقف کر دیا۔ شاہ ولی اللہؒ کی قیمتی تصانیف، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالعزیز، شاہ اسمٰعیل شہید، شاہ محمد اسحاق اور مولانا عبدالحیی بڈھانوی اسی فکر کے علمبردار، اسی توحید کے داعی، سنت کے شیدائی اور شرکیہ قباحتوں کے انسداد کے مبلغ بن کر پورے ہندوستان میں اپنے افکار و خیالات کو پھیلاتے رہے ۔ برصغیر کی کوئی بھی علمی تحریک اپنے آپ کو فکر ولی اللہی سے الگ نہیں کر سکتی۔ اردو زبان میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان نے وہ کام کیا ہے جو عربی میں امام محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید نے کیا ہے ۔ لیکن ہماری بدنصیبی کہ محلاتی سازشوں، ملت کے غداروں، جعفروں اور صادقوں کی بدولت جب برصغیر پر فرنگی سامراج مسلط ہو گیا۔ تو اس کی سیاسی مصلحتوں نے مسلمانوں میں ضعف اعتقادی کو فروغ بخشا۔ ہندوآنہ رسوم کو ڈھونڈ کر مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں جاگزین کیا۔ نتیجتاً علماء اہلحدیث کی ڈیڑھ صد سالہ توحید و سنت کی علمی، تدریسی، تبلیغی اور تصنیفی مساعی میں کوئی کمی نہ آئی۔ تاہم شرک و بدعات کی ترویج کے لیے منظم طریقے سے انکو کمک پہنچائی جاتی رہی ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اجمیر، کلیر، امروہہ، بانس بریلی، پاکپتن، ملتان، چاچڑاں، کوٹ مٹھن، شاہ جیونہ لطیف بھٹائی، شہباز قلندر، حجرہ شاہ مقیم، شیر گڑھ، شاہ دولہ گجرات، سلطان باہو۔ امام صاحب سیالکوٹ، سید علی ہجویری کے مقابر شرک و بدعات کے مراکز بنے ہوئے ہیں ۔ جو کسی فاروقی بصیرت اور غیرت رکھنے والے مجدد کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ اور حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اب ابن تیمیہ، ولی اللہ، شاہ شہید اور محمد بن عبدالوہاب جلوہ گر ہوں ۔ مزاروں پر جس قسم کی مشرکانہ رسوم دیکھنے میں آتی ہیں ۔ ان کی ایک جھلک پروفیسر محمد اسلم صاحب رئیس شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے یوں پیش کی ہے۔

یہ امت خرافات میں کھو گئی :- وسطی پنجاب میں اگر کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ گجرات میں شاہ دولہ کے مزار پر چاندی کا بچہ چڑھا دے تو اس کی گود ہری ہو جاتی ہے ۔ یہ وہی شاہ دولہ ہیں جن سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بیڑی کی کہانی وابستہ کی گئی ہے ۔ وہ بھی سنیے، ایک بوڑھی عورت کا اکلوتا بیٹا تھا اس نے اس کی شادی رچائی ۔ جب بارات کشتی کے ذریعے دریا عبور کرنے لگی تو کشتی الٹ گئی اور سب باراتی مع دولہا ڈوب گئے ۔ دولہا کی بوڑھی ماں بارہ برس

تک وہیں بیٹھی روتی رہی ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ادھر گزر ہوا۔ آپ نے اس عورت کا حال پوچھا، اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ وہ بارہ برس سے یہاں بیٹھی بیٹے کے غم میں رو رہی ہے۔ ایک ہی بیٹا تھا۔ دولہا بنا کر رخصت کیا کہ وہ بارات کے ساتھ ہی ڈوب گیا۔ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مائی نہ رو۔ جا میری گیارھویں کی نیاز پکا مائی گئی اور اس نے آپ کے نام کی گیارہویں کی نیاز دی پھر آپ نے دعا کی تو بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات مع دولہا زندہ ہوگئی۔

بریلوی دوستوں کی تفسیر کے نمونے: اب اس کہانی کو مولوی احمد یار گجراتی (بریلوی) نے قرآن مجید کے حاشیہ میں ایک آیت کے ساتھ خواہ مخواہ جوڑ کر بیڑی کا زندہ ہونا ثابت کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی، دنیا میں شرک اور بدعت کی تخلیق کے لیے آئے ہیں۔ یہ ہے ہمارے سامنے قرآن مترجم مولوی احمد رضا خان بریلوی، پارہ تیسرا سورۃ آل عمران، حضرت عیسے علیہ السلام اپنے معجزات کے سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں۔ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ اور میں اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں۔ اس آیت پر ۱ نے کا نشان لگا کر حاشیہ میں مولوی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں۔

۱۰۔ عیسے علیہ السلام نے چار مردے جلائے، عاذر جو آپ کا دوست تھا۔ موت سے تین دن بعد اسے زندہ کیا۔ اور عرصہ تک زندہ رہے اس کے اولاد بھی ہوئی۔ ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا۔ آپ نے زندہ فرمایا، وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا۔ عرصہ تک زندہ رہا، اولاد ہوئی۔ سام بن نوح علیہ السلام جنہیں وفات پائے ہزار ہا سال ہو چکے تھے۔ آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا مگر انہوں نے عرض کیا اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں۔ اب مولوی صاحب آفتاب کی کرن پاپوش میں ٹانکنے لگے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ اس (حضرت عیسے علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے) سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس دولہا کی قبر گجرات پنجاب میں ہے۔ اس کا نام کبیرالدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت غوث پاک کے خلفاء ہیں۔ ان کی قبر شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (قرآن مجید مترجم مولوی احمد رضا خان بریلوی۔ حاشیہ احمد یار گجراتی۔ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور صفحہ ۸۸)

دیکھا آپ نے کہ مولوی احمد یار گجراتی کس چابکدستی سے دور کی کوڑی لائے ہیں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے۔ اگر غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، کہاں اللہ کے رسول کا معجزہ، مردے زندہ کرنا اور کہاں خواہ مخواہ امتی کے ہاتھ سے معجزے کا ظہور کرانا؟ ایسے ہی موقع پر علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

زمن بر صوفی و ملا سلامے کہ پیغام خدا گفتند ما را
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبریل و مصطفیٰ را

یعنی میرا ایسے صوفی و ملا کو سلام ہے جو خدا کا پیغام (قرآن مجید) تو ہم کو سناتا ہے لیکن اس کا مطلب وہ بیان کرتا ہے۔ جس سے خدا، جبرائیل اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حیران رہ جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر صوفی و ملا کی تشریح و تفسیر کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

سفید جھوٹ: ایک بار ہمیں گجرات جانے کا اتفاق ہوا۔ شاہ دولہ روڈ سامنے آئی تو شاہ دولہ کی قبر پر جا نکلے۔ قبر کی عمارت پر ان کی تاریخ وفات یوں درج تھی۔ تاریخ دخول جنت ۱۰۸۵ھ اور حضرت جیلانی رحمہ کی تاریخ وفات ۵۶۱ھ ہے اور تاریخ پیدائش ۴۷۰ھ ہے۔ معلوم ہوا دونوں بزرگوں کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ ہے۔ اب قرآن مجید کے حاشیہ پر مولوی احمد یار گجراتی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اس ہمالہ سے بڑے فریب اور جھوٹ میں کیا شبہ رہا۔ کہ شاہ جیلانی رحمہ نے شاہدولہ، دولہا کی ڈوبی ہوئی بارات بارہ برس بعد زندہ کی ہے۔

تیرے فریب وعدہ سے گھبرا گیا ہوں میں وعدہ وہ کر کہ سکون تمنا کہیں جسے

لڑکا لڑکی اور لڑکی لڑکا بن گئی: بریلوی دوستوں کی ایک اور کہانی سن لیجئے۔ سیالکوٹ میں دو بزرگوں حاجی عبدالنبی اور شاہی بادشاہی کی قبریں ہیں۔ ایک عورت حاجی عبدالنبی کی زندگی میں ان کے پاس گئی۔ اور اولاد کی درخواست کی آپ نے فرمایا جاؤ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے۔ پھر وہ دوسرے بزرگ شاہی بادشاہی کے پاس حاضر ہوئی اور مدعا بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا جاؤ تمہارے لڑکا ہوگا۔ ایک سال کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ عورت اس لڑکے کو لے کر حاجی عبدالنبی کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ آپ نے کہا تھا کہ تمہارے اولاد نہیں ہوگی یہ دیکھئے میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لڑکی ہے، لڑکا نہیں۔ دیکھا تو وہ لڑکی بن گئی پھر وہ اس لڑکی کو لے کر شاہی بادشاہی کے پاس گئی۔ اور عرض کیا حضور آپ نے فرمایا تھا لڑکا ہے دیکھئے حاجی عبدالنبی نے اسے لڑکی بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ لڑکا ہے، لڑکی نہیں، دیکھا تو

وہ لڑکا بن گیا ہے۔ پھر حاجی عبدالنبی کے پاس جا کر کہنے لگی۔ دیکھئے حضرت یہ لڑکا ہے۔ وہ بولے نہیں یہ لڑکی ہے دیکھا تو لڑکی نکلی۔ الحاصل جب وہ عورت حاجی عبدالنبی کے پاس جاتی تو لڑکا، لڑکی بن جاتی جب شاہی بادشاہی کی خدمت میں جاتی تو لڑکی، لڑکا بن جاتا۔ گویا یہ کرامتیں ہیں دونوں بزرگوں کی۔ حالانکہ یہ محض ایک افسانہ ہے۔ فریب ہے، جھوٹ ہے۔

پیر ترُت مراد:- لاہور میں لوگ سید علی ہجویریؒ کے مزار پر سنگِ مرمر کی جالیوں کے ساتھ دھاگے باندھتے ہیں۔ تاکہ صاحبِ قبر کو یاد رہے کہ دھاگہ باندھنے والے عقیدت مند کا کام ضرور کرنا ہے۔ سید علی ہجویری کے ہاں کام ہونے میں تاخیر ہو جائے تو لوگ باغِ جناح میں پیر ترُت مراد کے مزار پر جاتے ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہاں جلدی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ قبروں کے مجاوروں نے اپنی پیٹ پوجا کے لیے لوگوں کو حقیقی رازق سے ہٹا کر اس طرف لگا دیا ہے۔ برسات کے دنوں میں آسمانی بجلی چمکے تو مشرک خدا کو یاد کرنے کی بجائے بابا فرید گنج شکر کے نام کی دہائی دینے لگتے ہیں۔ جاہل پیروں اور بے علم ملّاؤں نے عوام میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ بجلی صرف بابا فرید ہی سے ڈرتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک بار اسے لوٹے میں بند کر لیا تھا۔ اور جب اس نے ان کے تابع فرمان ہو کر رہنے کا عہد کیا تب کہیں اسے رہائی ملی۔

حضرت امام ابنِ تیمیہؒ اور ایک بیمار گھوڑا:- قبر پرست بدعتی بڑے دعووں کے ساتھ موحدوں سے کہتے ہیں کہ تم تو "بدعقیدہ" ہو اسلیے تمہیں بزرگوں کے مزاروں سے فیض حاصل نہیں ہوتا۔ ہم تو وہاں سے جھولیاں بھر کر لاتے ہیں۔ امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ان مزاروں پر ہر وقت شیاطین موجود رہتے ہیں۔ اور جب کوئی مشرک وہاں جا کر صاحبِ مزار سے امداد چاہتا ہے تو وہ شیاطین اس کی مراد پوری کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ مالکِ حقیقی کا در چھوڑ کر قبروں کا ہی طواف کرتا رہے۔ اس ضمن میں امام ابنِ تیمیہؒ نے ایک بڑا سبق آموز واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ جن دنوں وہ قاہرہ میں مقیم تھے اور جس محلے میں ان کا مکان تھا وہ محلہ کوچوانوں اور بیمار گھوڑوں کی گزرگاہ تھا۔ ایک روز انہوں نے ایک کوچوان کو بلا کر پوچھا کہ وہ بیمار گھوڑے کو لے کر کہاں جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ اس محلے کے قریب ہی ایک درگاہ ہے۔ وہ اپنے بیمار گھوڑے وہاں لے جاتے ہیں اور وہاں جاتے ہی وہ فوراً تندرست ہو جاتے ہیں۔ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قبر پرستی کے سخت مخالف تھے وہ کوچوان کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئے۔ انہوں نے مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ مزار فرقہ باطنیہ کے کسی حکمران کا ہے۔ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مسئلے کی سمجھ آ گئی۔ انہوں نے کوچوان سے کہا کہ اسی

شہر میں امام اہلسنت محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی ہے کیا وہاں بھی لوگ بیمار گھوڑے لے جاتے ہیں۔ کوچوان نے نفی میں جواب دیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر وہاں بیمار گھوڑے لے بھی جاؤ تو انہیں شفا نہیں ہوگی۔ کم بختو! جس صاحب قبر کو تم صاحب کرامت ولی سمجھتے ہو۔ وہ دراصل عذاب قبر میں مبتلا ہے۔ تمہارا گھوڑا اپھارے کا مریض ہوتا ہے اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جانور عذابِ قبر کو سن لیتے ہیں۔ جب اپھارہ زدہ گھوڑا وہاں پہنچتا ہے تو مارے خوف سے اس کی لید اور پیشاب خطا ہو جاتے ہیں۔ اور اپھارہ جاتا رہتا ہے۔ تم گھوڑے کی صحت یابی کو صاحب قبر کی کرامت سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہے۔

گھوڑے شاہ کا مزار:۔ ایک بار مجھے لاہور میں باغبانپورہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں گھوڑے شاہ کا مزار ہے۔ ان کے عقیدت مند مٹی کے گھوڑے اس مزار پر چڑھاتے ہیں۔ اور گزشتہ ڈیڑھ دو سو سال میں وہاں گھوڑوں کے انبار لگ گئے ہیں۔ اب صاحب ثروت لکڑی اور پلاسٹک کے گھوڑے چڑھاتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے شدت سے یہ احساس ہوا کہ ہم سمجھتے تھے کہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے بت خانے برباد کر گیا ہے مگر یہاں تو چپے چپے پر شرک و بدعت کے مراکز موجود ہیں۔

پروفیسر صاحب کی اس نشاندہی کے بعد اندازہ کر لیجئے کہ خالص توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور عمل کتنا مشکل مرحلہ ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اللہ پاک کوئی امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اس ملک میں پیدا فرمائے جو تمام شرکیہ مراکز اور گمراہ کن خانقاہی نظام کا خاتمہ کرے اور ہر مرکز شرک پر توحید کا پرچم سربلند کرے۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دینی تحریک نے ریگزار جزیرہ نمائے عرب کو قبر پرستی اور مشرکانہ رسوم سے پاک و صاف کیا تو مصر کے محمد علی پاشا اور قسطنطنیہ کے عثمانی حکمرانوں نے اسے اپنے خلاف پیغام موت سمجھا۔ یورپ کے مستشرقین اور حکمران مسلمانوں کی توحید سے گہری وابستگی پر ہی لرزہ براندام تھے اور توحید کی زندہ تحریک سے مزید بدکے۔ چنانچہ انہوں نے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے اور مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لیے حضرت امام کی طرف بے سروپا باتیں منسوب کیں یورپ کے اہل تحقیق نے بھی حضرت امام سے انصاف نہیں کیا۔ امام محمد بن عبدالوہاب، مصر، ترکی، عراق، ایران اور یورپین مصنفین کا بے دردی سے تختہ مشق بنے رہے ہے۔ اب علم و آگہی کی

روشنی میں حضرت امام کے تجدیدی کارنامے ، ان کی مساعی انقلاب ، ان کی علمی و دینی خدمات منصف مزاج اہل قلم کے ذریعے منقح ہو کر سامنے آرہی ہیں ۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں فرنگی سامراج سے اہلحدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مجاہدین نے مسلح ہو کر تصادم کی صورت اختیار کی ۔ اور پونے دو سو برس تک کبھی انگریز سے مصالحت و مفاہم کی صورت پیدا نہیں کی ۔ جب بھی موقعہ ملا فرنگیوں کو ناکوں چنے چبائے ۔ بعض نام نہاد مولویوں نے فرنگیوں سے ساز باز کر کے تحریک مجاہدین سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو وہابی کہہ کر بدنام کیا ۔ اور ان کی نسبت عظیم مصلح محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے باپ کی طرف کی ۔ فرنگی شاطر نے سرکاری مولویوں کے ذریعے وہابی ، وہابی کہہ کر ایسی تحریک شروع کی کہ سادہ لوح مسلمان کسی غیر مسلم سے بھی اتنی نفرت نہیں کرتا تھا ۔ جتنی وہابی کے لفظ سے وہ متوحش ہو جاتا تھا ۔ بحمداللہ اب حالات بڑی سرعت سے تبدیل ہو رہے ہیں ۔ حقائق بے نقاب ہو رہے ہیں ۔ حقانیت پھیل رہی ہے سچائی کا بول بالا ہو رہا ہے ۔ نفرت کی دیواریں گر رہی ہیں ۔ اور مستقبل قریب میں انشاء اللہ توحید و سنت کے جھنڈے بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے

شیخ الاسلام نہایت متقی اور اعلیٰ سیرت و کردار کے انسان تھے انہوں نے سب سے پہلے کتاب و سنت کی تعلیمات کو اپنی زندگی پر لاگو کیا پھر لوگوں کو کتاب و سنت سے تمسک کی دعوت دی ۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جب تک دین کو اقتدار حاصل نہیں ہوگا ۔ اسلام کی شمع جل نہیں سکتی ۔ یعنی دین کی سربلندی کے لیے ضروری ہے کہ اسے اقتدار حاصل ہو اور مقتدر لوگوں کا تعاون میسر ہو ۔

ع عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

جس طرح توحید کی اشاعت کے لیے شرک کا انسداد ضروری ہے اسی طرح سنت کی تبلیغ کے لیے بدعات کا قلع قمع ضروری ہے ۔ کتاب و سنت کی دعوت کو مؤثر بنانے کے لیے اسی اسلوب کو اپنانے کی ضرورت ہے جس اسلوب و انداز کو شیخ الاسلام نے اختیار کیا تھا ۔ میرے نزدیک شیخ الاسلام کی یہی دعوت ہے اور یہی پیغام ہے ۔

ے کاش اس ملک خدا داد میں کوئی اٹھے
بدعت و شرک کو جو دیس نکالا دیدے
چھین کر ظلمت باطل کو وطن والوں سے
اس کے بدلے میں انہیں حق کا اجالا دیدے